OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

نکاح کی شرعی حیثیت، اہمیت اور تعجیل کے فوائد: قرآن وسنت کی روشنی میں ایک تحقیقی مطالعہ

The Legal Status, Significance, and Benefits of Early Marriage in Islam: A Research Study in the Light of the Qur'an and Sunnah

Dr. Haroon Ur Rashid
Lecturer, Department of Islamic Studies & Religious Affairs,
University of Malakand, Chakdara Dir Lower
Email: haroonrk88@gmail.com

Dr. Muhammad Luqman Khan
Ph.D. in Islamic Studies, Department of Islamic & Religious Studies,
The University of Haripur
Email: mluqmankhan15@gmail.com

Dr. Muhammad Noman (Corresponding Author)
Assistant Professor, Department of Islamic & Arabic Studies,
University of Swat
Email: numanm964@gmail.com

Received on: 15-01-2026 Accepted on: 20-02-2026

Abstract

The Qur'an and Hadith attach great importance to modesty and chastity. Believers are repeatedly commanded and encouraged to uphold these virtues, while those who show negligence and carelessness in this regard are frequently condemned. This demonstrates that the very nature and spirit of Islam are founded upon purity of the outward and inward self, as well as intellectual and practical moral purity. Such purity is attained to the fullest extent through marriage. In Surah Al-Mu'minun, Allah Almighty says: "Those who guard their private parts." Allah Almighty has described those who preserve their chastity as successful and has given them the glad tidings of inheriting Paradise and abiding therein forever. Similarly, in Surah An-Nur, Muslims are commanded to lower their gaze and guard their private parts. This conduct is presented as a means of purifying their hearts and souls, while the purification of the heart and mind is an important means of attaining closeness to Allah Almighty. In Surah Al-Furqan, while describing the qualities of His righteous servants, Allah Almighty says:"And they do not commit adultery." The teachings of Islam also strongly emphasize making marriage easy and accessible, so that the lawful path becomes easier and adultery becomes difficult. In light of the Qur'an and Sunnah, this article presents a research-based study of the Sharī'ah status and importance of marriage, as well as the benefits of hastening its solemnization.

Keywords: Sharīʿah, Early Marriage, Qur'an, Hadith.

تعارف:

قرآن وحدیث میں حیا اور پاک دامنی کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ جابجا اس کا حکم دیا گیا ہے اور اس کی ترغیب دلائی گئی ہے، جبکہ اس معاملے میں تساہل اور لاپروائی کرنے والوں کی مذمت بھی بکثرت بیان ہوئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی فطرت اور اس کا مزاج ہی ظاہر و باطن کی طہارت اور فکری و عملی پاکیزگی پر قائم ہے، اور یہ پاکیزگی نکاح کے ذریعے بدرجۂ اتم حاصل ہوتی ہے۔ سورۃ المؤمنون میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ﴾[1]۔ یعنی وہ لوگ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پاک دامن رہنے والوں کو کامیاب قرار دیا ہے اور انہیں جنت کی وراثت اور اس میں ہمیشہ رہنے کی خوش خبری سنائی ہے۔ اسی طرح سورۃ النور میں مسلمانوں کو اپنی نگاہوں اور شرم گاہوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے اور اس عمل کو ان کے قلوب و ارواح کی پاکیزگی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے[2]، جبکہ قلب وذہن کی پاکیزگی اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کا ایک اہم وسیلہ ہے۔ سورۃ الفرقان میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:﴿وَلَا يَزْنُونَ﴾ [3]۔یعنی وہ زنا نہیں کرتے۔ اسلام کی تعلیمات میں نکاح کو آسان بنانے کی تاکیدات اور تعلیمات موجود ہے کہ شادی کو اس قدر آسان بناؤ کہ زنا مشکل ہو جائے۔ اس آرٹیکل میں نکاح کی شرعی حیثیت، اہمیت اور تعجیل کے فوائد کا قرآن وسنت کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

شریعت کی نظر میں نکاح کا مفہوم کیا ہے؟

نکاح کی لغوی تعریف:

نکاح لغت میں جمع کرنے، ملانے اور ایک دوسرے سے ملنے کے معنی میں آتا ہے۔ یہ باب ضَرَبَ، يَضْرِبُ سے ہے، یعنی:

" نَكَحَ يَنكِحُ نَكْحاً: وهو البَضْع([4]) "

نکاح کے ایک معنی مخصوص عضو کے بھی ہیں۔ اسی طرح نکاح کا لفظ عقد نکاح اور ازدواجی تعلق قائم کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ ''عمدۃ القاری'' میں مذکور ہے۔

"هُوَ فِي كَلَام الْعَرَب الْوَطْء وَالْعقد جَمِيعًا، وَفِي الْمغرب: وَقَوْلهمْ النِّكَاح الضَّم مجَاز "([5])۔

عربوں کے کلام میں نکاح کا لفظ وطی (ازدواجی تعلق) اور عقد (نکاح کا معاہدہ) دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، اور کتاب ''المغرب'' میں ہے کہ ان کا یہ کہنا کہ نکاح کے معنی ضم (ملانے اور جمع کرنے) کے ہیں، مجازی معنی ہے۔

قرآن مجید میں لفظ نکاح کا اطلاق مہر کے معنی میں بھی وارد ہوا ہے، یعنی اس مال پر جو عقد نکاح کے ضمن میں عورت کے لیے مقرر کیا جاتا ہے۔ امام قزوینیؒ نے بھی اس معنی کو نقل فرمایا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا(6)

إنما أراد –والله أعلم– الشيء يُنْكَحُ بِهِ من مَهْر ونَفَقة، ولا بد للمتزوج بِهِ منه"(7)۔

اس سے مراد (اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے) وہ چیز ہے جس کے ذریعے نکاح کیا جاتا ہے، جیسے مہر اور نفقہ، اور شادی کرنے والے کے لیے اس (مہر اور نفقہ) کا ہونا ضروری ہے۔

نکاح کے متعدد اسماء ہیں، جن کی تعداد تقریباً سو تک پہنچتی ہے۔ امام ثعالبیؒ (8) فرماتے ہیں:

"لَعلَّ أسْماءَ النِّكَاحِ تَبْلُغُ مائَةَ كَلِمَةٍ عَنْ ثِقَاتِ الأئِمَةِ بَعْضُها أَصْلِيّ وبَعْضُها مُكَنًّى"(9)

ممکن ہے کہ نکاح کے نام سو الفاظ تک پہنچ جائیں، یہ اسماء ائمہ معتبرین سے منقول ہیں۔ ان میں بعض اسماء اپنے حقیقی و اصلی معنی میں مستعمل ہیں، جبکہ بعض بطور کنایہ استعمال ہوتے ہیں۔ ان تمام اسماء کو امام ثعالبیؒ نے نقل فرمایا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے متعلقہ مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

قرآن مجید میں لفظ نکاح کا استعمال:

قرآن مجید میں لفظ نکاح متعدد مقامات پر وارد ہوا ہے، اور سیاق و سباق کے اعتبار سے اس کے معانی مختلف ہیں۔ کہیں اس سے عقد نکاح مراد ہے اور کہیں وطی (ازدواجی تعلق) کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اس امر کی وضاحت کے لیے قرآن مجید کی چند آیات مبارکہ بطور استشہاد پیش خدمت ہیں۔ سورۃ بقرۃ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنّ(10)

اس آیت میں لفظ نکاح "عقد" کے معنی میں ہے۔

اسی طرح درج ذیل آیت میں بھی لفظ نکاح سے مراد "عقد نکاح" ہے:

فَانْكِحُوا مَا طابَ لَكُمْ مِنَ النِّساءِ(11)

اسی طرح درج ذیل آیت مبارکہ میں لفظ نکاح دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے؛ ایک معنی "وطی" ہے اور دوسرا "عقد نکاح"۔

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ(12)

احادیث میں لفظ نکاح کا استعمال:

وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوِ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ(13)

اور جس شخص کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو جسے وہ پانا چاہتا ہے، یا کسی ایسی عورت سے نکاح کرنے کے لیے ہو جس سے وہ نکاح کرنا چاہتا ہے، تو اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہے جس کے لیے اس نے ہجرت کی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " تُنْكَحُ المَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ، تَرِبَتْ يَدَاكَ(14)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: عورت سے چار چیزوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے: اس کے مال، اس کے حسب و نسب، اس کے حسن و جمال اور اس کے دین کی وجہ سے۔ پس تم دین دار عورت کو ترجیح دو، تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔

نکاح کا شرعی مفہوم:

نکاح کا شرعی معنی یہ ہے:

هُوَ عَقْدٌ يَرِدُ عَلٰى مِلْكِ الْمُتْعَةِ قَصْدًا. (15)

نکاح ایسا عقد ہے جو قصداً ملک متعہ، یعنی ازدواجی فائدہ اٹھانے کے حق پر وارد ہوتا ہے۔

یعنی نکاح اس معاہدے کو کہتے ہیں جس کا مقصد میاں بیوی کے درمیان ازدواجی تعلق قائم کرنا اور ایک دوسرے سے جائز فائدہ اٹھانے کا حق پیدا کرنا ہو۔

امام ابو منصور ازہریؒ نے بھی نکاح کا شرعی مفہوم بیان کیا ہے، جسے علامہ بدر الدین عینیؒ نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے:

"أَصْلُ النِّكَاحِ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ: الْوَطْءُ، وَقِيْلَ لِلتَّزْوِيْجِ: نِكَاحٌ لِأَنَّه سَبَبُ الْوَطْءِ." (16)

کلام عرب میں نکاح کا بنیادی مفہوم "وطی" یعنی ازدواجی تعلق قائم کرنا ہے۔ اسی طرح "تزویج" یعنی شادی کے لیے بھی لفظ نکاح استعمال کیا جاتا ہے، کیونکہ عقد نکاح ازدواجی تعلق قائم کرنے کا ذریعہ اور سبب بنتا ہے۔

اسلامی شریعت میں نکاح مرد و عورت کے درمیان ایک باوقار اور مضبوط شرعی و معاشرتی معاہدہ ہے، جس کے ذریعے دونوں کے مابین ازدواجی تعلق جائز قرار پاتا ہے اور اس تعلق سے پیدا ہونے والی اولاد کا نسب بھی شرعاً ثابت ہوتا ہے۔ فقہ اسلامی کی اصطلاح میں عورت سے جائز طور پر تمتع اور ازدواجی زندگی گزارنے کا حق حاصل کرنے والے عقد کو نکاح کہا جاتا ہے۔

نکاح کی اہمیت اور شرعی حیثیت:

اسلامی تعلیمات اور ہمارے معاشرے میں نکاح کو نہایت اہم مقام حاصل ہے۔ اسلام نے نکاح کے حوالے سے جو جامع اور متوازن تعلیمات پیش کی ہیں، رسول اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنی عملی زندگی کے ذریعے ان کا بہترین نمونہ بھی پیش فرمایا۔ بنیادی طور پر نکاح معاشرے کو بے راہ روی اور اخلاقی انحراف سے محفوظ رکھنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔

چونکہ ہم ایک مسلم معاشرے کا حصہ ہیں، اس لیے نکاح کے متعلق ہماری رہنمائی کا بنیادی ماخذ اسلامی تعلیمات ہی ہونی چاہئیں۔ اسلامی نقطۂ نظر سے نکاح انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت مبارکہ ہے، اور بالخصوص خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت مبارکہ ہے، جن کی حیات طیبہ مسلمانوں ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے مشعل راہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي([17])"

کہ نکاح کرنا میری سنت ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ایک اور حدیث مبارکہ میں نکاح کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ تَزَوَّجَ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الْإِيمَانِ، فَلْيَتَّقِ اللَّهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِي([18])

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے نکاح کر لیا، اس نے اپنا نصف ایمان مکمل کر لیا؛ پس اسے چاہیے کہ باقی نصف کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ([19]) سے روایت ہے کہ رسول اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ البَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ ([20])

اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شخص نکاح کی استطاعت رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ نکاح کر لے، اور جو نکاح کی استطاعت نہ رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ روزے رکھے، کیونکہ روزہ اس کے لیے خواہش نفس کو قابو میں رکھنے کا ذریعہ ہے۔

آج ہمارے معاشرے میں بے راہ روی اور بے حیائی کے بڑھتے ہوئے رجحانات کے مختلف اسباب ہیں، تاہم نکاح سے دوری بھی ان میں ایک اہم سبب ہے۔ نکاح انسان کو برے خیالات اور غیر شرعی تعلقات سے محفوظ رکھنے میں معاون ثابت ہوتا ہے اور اسے ایک ایسے حلال راستے کی طرف متوجہ کرتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا بھی شامل ہے۔ جب انسان اپنی فطری خواہشات کی تکمیل نکاح کے ذریعے شرعی حدود میں رہ کر کرتا ہے تو وہ بہت سے گناہوں اور اخلاقی برائیوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اسی لیے اسلام نے نکاح کو پاکیزہ معاشرتی زندگی کے قیام اور فرد کو بے راہ روی سے بچانے کا ایک مؤثر ذریعہ قرار دیا ہے۔

حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: لَا أَتَزَوَّجُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: أُصَلِّي وَلَا أَنَامُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَصُومُ وَلَا أُفْطِرُ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: " مَا بَالُ أَقْوَامٍ قَالُوا كَذَا وَكَذَا، لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَنَامُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي([21])

حضرت انس رضی اللہ عنہ (22) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہؓ نے آپس میں کہا: "میں نکاح نہیں کروں گا۔" بعض نے کہا: "میں رات بھر نماز پڑھوں گا اور سوؤں گا نہیں۔" اور بعض نے کہا: "میں ہمیشہ روزے رکھوں گا اور کبھی روزہ نہیں چھوڑوں گا۔" جب یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ انہوں نے ایسی ایسی باتیں کہی ہیں؟ لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور روزہ چھوڑتا بھی ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ پس جس نے میری سنت سے اعراض کیا، وہ مجھ سے نہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت ہی ایسی بنائی ہے کہ اسے سکون، اطمینان اور قلبی راحت کی ضرورت رہتی ہے۔ یہ سکون اللہ تعالیٰ نے ازدواجی زندگی میں رکھا ہے، جو شرعی نکاح کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔ انسان فطری طور پر محبت، انس اور اطمینان کا طلب گار ہے، اور نکاح ان فطری تقاضوں کی جائز تکمیل کا بہترین ذریعہ ہے۔ نکاح سے محض جسمانی اور جنسی سکون ہی حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ قلبی اطمینان، باہمی محبت اور ذہنی راحت بھی میسر آتی ہے۔ اسی حقیقت کی طرف اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ واحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْها زَوْجَها لِيَسْكُنَ إِلَيْها (23)

وہی ہے جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا، تاکہ وہ اس کی طرف (جا کر) سکون حاصل کرے۔

لہٰذا معاشرے میں سکون و اطمینان کے فروغ کے لیے ضروری ہے کہ جب اولاد سن بلوغ اور نوجوانی کو پہنچ جائے تو بلاوجہ تاخیر کیے بغیر جلد اس کے نکاح کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ہمارے معاشرے میں یہ تصور عام ہے کہ نکاح یا شادی کے نتیجے میں مالی اخراجات بڑھ جاتے ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح کو خیر وبرکت کا ذریعہ قرار دیا ہے، اور اسی حوالے سے اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں ارشاد فرمایا ہے:

وَأَنْكِحُوا الْأَيامى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبادِكُمْ وَإِمائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَراءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ واسِعٌ عَلِيمٌ (24)

اور اپنے میں سے بے نکاح مردوں، عورتوں کا نکاح کر دو اور اپنے غلاموں اور اپنی لونڈیوں سے جو نیک ہیں ان کا بھی، اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ انھیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

گویا نکاح اللہ تعالیٰ کی برکت اور فضل کے حصول کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا مفہوم یہ ہے کہ جو عورت نکاح کے ذریعے کسی مرد کے گھر میں آتی ہے، وہ اپنے ساتھ اپنے رزق کا حصہ بھی لے کر آتی ہے اور خاندان میں وسعت وکشادگی کا سبب بھی بنتی ہے۔ یہ اسلام کی تعلیمات کا ایک نمایاں حسن ہے کہ ایک ایسا عمل جو نکاح کے بغیر انجام دیا جائے تو گناہ، بلکہ کبیرہ گناہوں میں شمار ہوتا ہے، وہی عمل نکاح کے بعد شرعی دائرے میں انجام پانے کی صورت میں باعث اجر بن جاتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ازدواجی تعلق قائم کرنے کو بھی اجر وثواب کا ذریعہ قرار دیا ہے، جس طرح صدقہ کرنے پر انسان کو اجر عطا کیا جاتا ہے۔

نکاح کی اہمیت اور اس کے بے شمار فوائد کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ نے ان تین افراد کا ذکر فرمایا ہے جن کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمۂ کرم پر رکھا ہے۔ ان میں ایک وہ شخص بھی ہے جو اپنے دامن کو گناہ اور بے حیائی سے محفوظ رکھنے کے لیے نکاح کا راستہ اختیار کرتا ہے۔

ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کی بشارت دی گئی ہے۔ نکاح انسان کو نہ صرف روحانی سکون اور ازدواجی خوشی فراہم کرتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کے حصول کا بھی ذریعہ بنتا ہے، جو انسان کے لیے معاشی استحکام اور ترقی کے اسباب پیدا کر سکتی ہے۔ لہٰذا معاشرے میں سنت نکاح کو فروغ دینے کے لیے ضروری ہے کہ اسلامی تعلیمات کی اصل روح کے مطابق نکاح کا اہتمام کیا جائے اور رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ ہدایات و طریقۂ نکاح کو پیش نظر رکھا جائے۔ شادی بیاہ کے موقع پر غیر ضروری رسومات، فضول خرچی اور خلاف شرع امور سے اجتناب کرتے ہوئے سادگی اور اعتدال کو اختیار کیا جائے۔ اس طرح نہ صرف روحانی اور قلبی سکون حاصل ہو گا بلکہ اخلاقی، معاشرتی اور معاشی اعتبار سے بھی اس کے مثبت اور دور رس فوائد سامنے آئیں گے۔

تعجیل نکاح اسلام کی نظر میں:

اسلام دراصل اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت و فرمانبرداری کا نام ہے، جبکہ شریعت اسلامیہ کا بنیادی مقصد انسان کی فلاح و بہبود اور دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔ شریعت اسلامیہ زندگی کے تمام شعبہ ہائے حیات میں انسان کی رہنمائی کرتی ہے اور اسے ایسے احکام و اصول فراہم کرتی ہے جن کی پابندی سے وہ ایک پاکیزہ اور متوازن زندگی گزار سکتا ہے۔ اگرچہ اسلام میں عمومی طور پر عجلت کے بجائے تحمل، بردباری اور غور و فکر کو پسند کیا گیا ہے، تاہم بعض امور ایسے ہیں جنہیں بلاوجہ مؤخر کرنے کے بجائے جلد انجام دینے کی ترغیب دی گئی ہے۔ چنانچہ احادیث مبارکہ میں پانچ امور ایسے بیان ہوئے ہیں جن میں تعجیل کی تعلیم دی گئی ہے، اور نکاح بھی انہی میں سے ایک ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

كَانَ يُقَالُ الْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ إلا فِي خَمْسٍ : إِطْعَامُ الطَّعَامِ إِذَا حَضَرَ الضَّيْفُ ، وَتَجْهِيزُ الْمَيِّتِ إِذَا مَاتَ , وَتَزْوِيجُ الْبِكْرِ إِذَا أَدْرَكَتْ , وَقَضَاءُ الدَّيْنِ إِذَا وَجَبَ , وَالتَّوْبَةُ مِنَ الذَّنْبِ إِذَا أَذْنَبَ (25)

پہلی چیز: مہمان کو کھانا کھلانے میں جلدی کرنا

پہلا عمل جس میں شریعت نے تعجیل کی ترغیب دی ہے، وہ مہمان کے لیے کھانا پیش کرنا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے:

إِطْعَامُ الطَّعَامِ إِذَا حَضَرَ الضَّيْفُ

ترجمہ "جب مہمان آئے تو اس کے لیے کھانا پیش کرنے میں جلدی کرو۔"

افسوس کہ ہمارے معاشرے میں اس کے برعکس کھانا دیر سے پیش کرنے کا رواج عام ہوتا جا رہا ہے۔ بالخصوص شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں بعض اوقات مہمانوں کو طویل انتظار کرنا پڑتا ہے، حتیٰ کہ وہ تھکن محسوس کرنے لگتے ہیں۔ شریعت کے مزاج کے مطابق مہمان کی آمد پر اس کی ضیافت میں بلاوجہ تاخیر نہیں کرنی چاہیے، بلکہ حتی الامکان بروقت کھانا پیش کرنا چاہیے۔

دوسری چیز: میت کی تدفین میں جلدی کرنا

دوسرا عمل جس میں شریعت نے تعجیل کی ترغیب دی ہے، وہ میت کی تجہیز و تکفین اور تدفین ہے۔ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے:

وَتَجْهِيزُ الْمَيِّتِ إِذَا مَاتَ

ترجمہ: "جب کسی شخص کا انتقال ہو جائے تو اس کی تجہیز و تکفین اور تدفین میں جلدی کرنی چاہیے۔"

آج کل بعض اوقات اس معاملے میں بلاوجہ تاخیر کی جاتی ہے اور کئی کئی دن میت کو اس انتظار میں رکھا جاتا ہے کہ فلاں رشتہ دار بیرون ملک سے پہنچ جائے۔ شریعت اسلامیہ نے بلاضرورت اس طرح کی تاخیر کو پسند نہیں کیا، بلکہ میت کی تجہیز و تکفین اور تدفین جلد از جلد انجام دینے کی ترغیب دی ہے۔

تیسری چیز: قرض کی ادائیگی میں جلدی کرنا

تیسرا عمل جس میں شریعت نے تعجیل کی ترغیب دی ہے، وہ قرض کی ادائیگی ہے۔ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے:

"وَقَضَاءُ الدَّيْنِ إِذَا وَجَبَ"

ترجمہ: "جب قرض کی ادائیگی کا وقت آجائے تو اسے جلد ادا کر دینا چاہیے۔"

یعنی اگر کسی شخص پر قرض واجب الادا ہو، اس کی ادائیگی کی مدت بھی پوری ہو چکی ہو اور قرض ادا کرنے کی مالی استطاعت بھی موجود ہو تو بلاوجہ تاخیر نہیں کرنی چاہیے، بلکہ جلد از جلد قرض ادا کر دینا چاہیے۔

چوتھی چیز: گناہ کے بعد توبہ میں جلدی کرنا

چوتھا عمل جس میں شریعت نے تعجیل کی ترغیب دی ہے، وہ گناہ سرزد ہونے کے بعد فوراً توبہ کرنا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے:

"وَالتَّوْبَةُ مِنَ الذَّنْبِ إِذَا أَذْنَبَ"

ترجمہ: "جب گناہ سرزد ہو جائے تو اس کے بعد توبہ کرنے میں جلدی کرنی چاہیے۔"

توبہ کے بنیادی طور پر دو تقاضے ہیں: پہلا یہ کہ انسان اپنے گناہ پر دل سے نادم ہو اور اس بات پر افسوس کرے کہ اس سے یہ گناہ سرزد کیوں ہوا؛ اور دوسرا یہ کہ وہ آئندہ اس گناہ سے باز رہنے اور دوبارہ اسے نہ کرنے کا پختہ عزم کرے۔ جب ندامت اور ترک گناہ کا عزم جمع ہو جائیں تو حقیقی توبہ متحقق ہوتی ہے۔ توبہ اللہ تعالیٰ کو نہایت محبوب ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ [26]

ترجمہ: اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کے مستحق لوگوں میں توبہ کرنے والوں کو بھی شامل فرمایا ہے۔ بظاہر تو یہ توقع کی جاسکتی تھی کہ نماز کی کثرت کرنے والوں، کثرت سے روزے رکھنے والوں یا اللہ کی راہ میں زیادہ مال خرچ کرنے والوں کا ذکر محبت الٰہی کے مستحقین کے طور پر کیا جاتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ "تَوَّابِينَ" یعنی کثرت سے توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص گناہ کا ارتکاب

کرنے کے بعد اپنے گناہ پر نادم ہو، اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرے اور آئندہ گناہ سے باز رہنے کا پختہ عزم کرے، وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا مستحق بن جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کوئی انسان گناہ اور خطا سے مکمل طور پر محفوظ نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَّاءٌ، وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ (27)

ترجمہ: "سارے انسان خطاکار ہیں اور خطاکاروں میں سب سے بہتر وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔"

لہٰذا جب انسان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اسے توبہ میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے، بلکہ فوراً اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رجوع کر کے اپنے گناہ پر ندامت کا اظہار اور آئندہ اس سے اجتناب کا پختہ عزم کرنا چاہیے۔

پانچویں چیز: نکاح میں جلدی کرنا

پانچواں عمل جس میں شریعت نے تعجیل کی ترغیب دی ہے، وہ نکاح ہے۔ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے:

«وَتَزْوِيجُ الْبِكْرِ إِذَا أَدْرَكَتْ»

ترجمہ: "جب گھر میں کوئی لڑکی سن بلوغ کو پہنچ جائے اور اس کے لیے مناسب رشتہ بھی میسر ہو تو اس کے نکاح میں بلاوجہ تاخیر نہ کرو، بلکہ جلد نکاح کر دو۔"

اسی طرح ایک اور روایت میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَا عَلِيُّ، ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا: الصَّلَاةُ إِذَا أَتَتْ، وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ، وَالْأَيِّمُ إِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفْئًا (28)

ترجمہ: "اے علی! تین چیزوں میں دیر نہ کرو: نماز کو جب اس کا وقت ہو جائے، جنازہ کو جب آ جائے، اور بیوہ (کے نکاح) کو جب تم اس کا کفو (مناسب ہمسر) پالو"

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب نکاح کے لیے مناسب حالات اور موزوں رشتہ میسر ہو تو محض معاشرتی رسوم، غیر ضروری اخراجات یا بے جا توقعات کی وجہ سے نکاح کو مؤخر کرنا اسلامی مزاج کے مطابق نہیں۔

جس طرح نماز کو اس کے مقررہ وقت پر ادا کرنا اور جنازہ تیار ہونے کے بعد اس کی تدفین میں جلدی کرنا عبادت کا درجہ رکھتا ہے، اسی طرح مناسب رشتہ میسر ہونے کی صورت میں نکاح میں بلاوجہ تاخیر نہ کرنا بھی عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔ نکاح میں غیر ضروری تاخیر نوجوان لڑکے یا لڑکی کے اخلاقی بے راہ روی اور گناہ میں مبتلا ہونے کا سبب بن سکتی ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے مناسب رشتہ میسر ہونے کی صورت میں نکاح میں تاخیر سے اجتناب کی ترغیب دی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ، إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الأَرْضِ، وَفَسَادٌ عَرِيضٌ (29)

ترجمہ: "جب تمہارے پاس ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کے دین اور اخلاق سے تم مطمئن ہو تو اس سے نکاح کر دو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہو جائے گا۔"

چنانچہ معاشرے کو ایسے فتنوں اور اخلاقی و معاشرتی مفاسد سے محفوظ رکھنے کے لیے شریعت نے مناسب رشتہ میسر ہونے کی صورت میں نکاح میں بلاوجہ تاخیر نہ کرنے اور جلد نکاح کرنے کی ترغیب دی ہے۔

تعجیل نکاح کے فوائد و ثمرات

نکاح ایک اہم شرعی عمل ہے جس کے متعدد دینی، اخلاقی اور معاشرتی مقاصد اور فوائد ہیں۔ تعجیل نکاح کے بعض اہم فوائد و ثمرات درج ذیل ہیں:

1. عزت و عصمت کی حفاظت: جلد نکاح کرنے کا ایک اہم مقصد انسان کی عزت و عصمت کی حفاظت اور اسے بدکاری و بے راہ روی سے محفوظ رکھنا ہے۔ اس کے نتیجے میں فرد کی پاکیزگی برقرار رہتی ہے اور معاشرہ اخلاقی بگاڑ اور فساد سے محفوظ رہتا ہے۔
2. نسل انسانی کی بقا اور صالح معاشرے کی تشکیل: نکاح کے ذریعے نسل انسانی کی بقا اور افزائش کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور صالح نسل پروان چڑھتی ہے۔ اس کے ذریعے ایسے افراد معاشرے میں وجود میں آتے ہیں جو دین کی خدمت، اسلامی اقدار کے تحفظ اور معاشرے کی اصلاح میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔
3. اخلاقی برائیوں سے تحفظ: نکاح انسانی معاشرے کو متعدد اخلاقی برائیوں اور بے راہ روی سے محفوظ رکھنے کا مؤثر ذریعہ ہے۔ اس کے ذریعے انسان اپنی فطری خواہشات کو جائز اور پاکیزہ طریقے سے پورا کرتا ہے، جس سے اخلاقی انحطاط سے بچنے اور انسانی کردار و عزت کو برقرار رکھنے میں مدد ملتی ہے۔
4. نسب اور خاندانی نظام کا تحفظ: نکاح نسب کی حفاظت، رشتہ داری کے نظام کے استحکام اور خاندانوں کے باہمی تعلق کو مضبوط بنانے کا اہم ذریعہ ہے۔ اس کے ذریعے ایک پاکیزہ اور مستحکم خاندان وجود میں آتا ہے، جس کی بنیاد محبت، شفقت، صلۂ رحمی، باہمی تعاون اور خیر خواہی پر قائم ہوتی ہے۔
5. انسانی زندگی کی تکمیل: نکاح انسان کو محض حیوانی خواہشات کی تکمیل سے بلند کر کے ایک باوقار اور ذمہ دار انسانی زندگی کی طرف لے جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب نکاح کے اسباب اور مناسب حالات میسر ہوں تو اس میں بلاوجہ تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ تاہم نکاح کے مذکورہ فوائد، اثرات اور نتائج اسی صورت میں صحیح طور پر حاصل ہوتے ہیں جب نکاح کتاب و سنت کی تعلیمات کے مطابق منعقد ہو اور اس کے تمام شرعی تقاضے پورے کیے جائیں۔

خلاصۃ البحث:

اس تحقیق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نکاح اسلام کا ایک اہم شرعی اور معاشرتی ادارہ ہے، جو محض مرد و عورت کے باہمی تعلق کا نام نہیں بلکہ عفت و عصمت، سکون و اطمینان، بقائے نسل، تحفظ نسب اور استحکام خاندان کا ذریعہ ہے۔ قرآن و سنت میں نکاح کی خصوصی اہمیت بیان ہوئی ہے اور اسے سنت نبوی ﷺ قرار دیا گیا ہے۔

تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب مناسب رشتہ میسر ہو اور نکاح کی شرعی و مالی استطاعت موجود ہو تو بلاوجہ نکاح میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ تعجیل نکاح نوجوانوں کو بے راہ روی اور اخلاقی برائیوں سے محفوظ رکھنے کے ساتھ ساتھ صالح معاشرے کی تشکیل میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تاہم نکاح میں تعجیل سے مراد شرعی تقاضوں اور باہمی مناسبت کو نظر انداز کرنا نہیں، بلکہ غیر ضروری تاخیر سے اجتناب کرنا ہے۔

لہٰذا نکاح کو آسان بنانا، غیر ضروری رسومات و اخراجات سے بچنا اور کتاب و سنت کی تعلیمات کے مطابق بروقت نکاح کا اہتمام کرنا فرد، خاندان اور معاشرے کی دینی و اخلاقی اصلاح کے لیے نہایت اہم ہے۔

نتائج البحث:

1. نکاح انسان کو بے راہ روی، بدکاری اور اخلاقی برائیوں سے محفوظ رکھنے کا اہم ذریعہ ہے اور اس کے ذریعے جسمانی، قلبی اور ذہنی سکون حاصل ہوتا ہے۔
2. نکاح نسل انسانی کی بقا، تحفظ نسب، قیام خاندان اور صالح معاشرے کی تشکیل کا اہم ذریعہ ہے۔
3. جب مناسب رشتہ میسر ہو اور نکاح کی شرعی و مالی استطاعت موجود ہو تو بلاوجہ نکاح میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔
4. شریعت نے بعض امور میں تعجیل کی ترغیب دی ہے، جن میں نکاح بھی شامل ہے؛ تاہم تعجیل سے مراد غیر ضروری تاخیر سے بچنا ہے، نہ کہ شرعی تقاضوں کو نظر انداز کرنا۔
5. تعجیل نکاح کا ایک اہم مقصد نوجوانوں کو حرام تعلقات اور اخلاقی بے راہ روی سے محفوظ رکھنا ہے۔
6. نکاح کے فوائد اسی وقت صحیح طور پر حاصل ہوتے ہیں جب اسے کتاب و سنت کی تعلیمات کے مطابق سادگی، اعتدال اور شرعی تقاضوں کی رعایت کے ساتھ انجام دیا جائے۔
7. اسلامی معاشرے میں نکاح کو آسان بنانا، غیر ضروری رسومات اور فضول اخراجات سے بچنا اور مناسب رشتے میں بلاوجہ تاخیر نہ کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔
8. نکاح انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت اور رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ ہے، اور اسلام میں اسے خصوصی اہمیت حاصل ہے۔

سفارشات و تجاویز

1. نکاح کو اسلامی تعلیمات کے مطابق آسان اور سادہ بنایا جائے اور غیر ضروری رسومات واخراجات سے اجتناب کیا جائے۔
2. مناسب رشتہ میسر ہونے اور شرعی ومالی استطاعت موجود ہونے کی صورت میں نکاح میں بلاوجہ تاخیر نہ کی جائے۔
3. رشتہ طے کرتے وقت مال ودولت اور ظاہری نمود ونمائش کے بجائے دین، اخلاق اور کردار کو بنیادی ترجیح دی جائے۔
4. والدین اور سرپرستوں کو چاہیے کہ نوجوانوں کے نکاح میں غیر ضروری معاشرتی مطالبات اور مالی رکاوٹیں پیدا نہ کریں۔
5. نوجوانوں کو نکاح کی دینی، اخلاقی اور معاشرتی اہمیت سے آگاہ کیا جائے اور انہیں حلال راستہ اختیار کرنے کی ترغیب دی جائے۔
6. شادی بیاہ کی تقریبات میں فضول خرچی، اسراف اور غیر شرعی رسومات سے اجتناب کیا جائے۔
7. مساجد، مدارس، تعلیمی اداروں اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے آسان نکاح اور سادہ شادی کے حوالے سے شعور بیدار کیا جائے۔
8. معاشرے میں نکاح کو مشکل بنانے والے جہیز، غیر ضروری مطالبات اور رسم ورواج کی حوصلہ شکنی کی جائے۔
9. نکاح کے بعد میاں بیوی کو حقوق وفرائض، باہمی احترام، صلہ رحمی اور حسن معاشرت کے اسلامی اصولوں سے آگاہ کیا جائے۔
10. علماء، والدین اور معاشرتی ذمہ داران مل کر ایسا ماحول پیدا کریں جس میں نکاح آسان، باوقار اور شرعی تقاضوں کے مطابق ہو اور نوجوان نسل اخلاقی بے راہ روی سے محفوظ رہ سکے۔

حوالہ جات

[1] سورۃ المؤمنون: 5

[2] سورۃ النور: 30

[3] سورۃ الفرقان: 68

[4] امام خلیل، ابو عبدالرحمن الخلیل بن احمد، کتاب العین، دار ومکتبۃ الہلال، ج3، ص63

[5] بدر الدین العینی، ابو محمد محمود بن احمد، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1414ھ / 1994ء، ج20، ص64

[6] سورۃ النور: 33

[7] قزوینی، احمد بن فارس، الصاحبی فی فقہ اللغۃ العربیۃ ومسائلھا وسنن العرب فی کلامھا، 1418ھ / 1997ء، ج1، ص58

[8] آپ عبد الملک بن محمد بن اسماعیل، ابو منصور الثعالبی ہیں۔ ثعالبی کی نسبت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ثعلب (لومڑی) اور گیدڑ کے چمڑے سینے کی وجہ سے آپ کو یہ نسبت دی گئی۔ آپ لغت وادب کے امام تھے اور آپ نے متعدد تصانیف لکھیں، جن میں "يتيمة الدهر، غرر أخبار ملوک الفرس" وغیرہ مشہور ہیں۔

الزرکلی، خیر الدین بن محمود، الاعلام، دار العلم للملایین، بیروت، 1432ھ / 2002ء، ج4، ص163

[9] الثعلبی، ابو منصور عبد الملک بن محمد، فقہ الغہ وسر العربیتہ، دار لحیاء التراث العربی، بیروت، 1422ھ / 2002ء، ج1، ص127

[10] سورۃ البقرۃ: 221

[11] سورۃ النساء:4

[12] سورۃ النساء:22

[13] ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل، المسند، کتاب: أَوَّلُ مُسْنَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1421ھ / 2001ء، ج1، ص303، رقم الحدیث:168

[14] امام بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجعفی، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب: بَابُ الأَكْفَاءِ فِي الدِّينِ دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ /2002ء، ج7، ص7، رقم الحدیث 5090

[15] الجرجانی، التعریفات، 315

[16] العینی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج20، ص64

[17] ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید، القزوینی، السنن، کتاب النکاح، باب ماجاء فی فضل النکاح، دار احیاء الکتب العربیۃ، بیروت، 1414ھ / 1994ء، ج1، ص592، رقم الحدیث 1846

[18] الطبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، دار الحرمین، قاہرہ، ج7، ص332، رقم الحدیث 7647

[19] آپ ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن مسعود بن غافل الھذلی ہیں۔ صحابی ہیں۔ نبی کریم ﷺ، سعد بن معاذ اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنھما سے علم حاصل کیا۔ آپ ایک فقیہ عالم تھے۔ شاگردوں میں اسود بن یزید، انس بن مالک اور براء بن عازب وغیرہ شامل ہیں۔ 32ھ /652ء کو مدینہ میں وفات پائی۔

ابن الجوزی، عبد الرحمن بن علی، صفۃ الصفوۃ، دار العلم، بیروت، 1415ھ / 1985ء۔ ج1، ص154 / الاعلام، ج4، ص137

[20] الجامع الصحیح للبخاری، کتاب النکاح، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ البَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، لِأَنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ» وَهَلْ يَتَزَوَّجُ مَنْ لاَ أَرَبَ لَهُ فِي النِّكَاحِ، ج7، ص3، رقم الحدیث 5065

[21] مسند احمد / مسند المکثرین من الصحابۃ، ج21، ص169، رقم الحدیث 13534

[22] آپ ابو حمزہ انس بن مالک بن نضر بن ضمضم نجاری ہیں۔ خزرجی، انصاری اور بلند مرتبہ صحابی اور خادم رسول ﷺ تھے۔ مرویات کی تعداد 2286 ہے۔ ہجرت مدینہ سے دس سال پہلے 612ء کو پیدا ہوئے۔ بچپن میں اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کی وفات تک ان کی خدمت کرتے رہے۔ بصرہ میں 93ھ /712ء میں وفات پائی۔

ابن الاثیر، اسد الغابہ، ج1، ص250 / ابن عبد البر، الاستیعاب، ج1، ص235 / ابن حجر، الاصابہ، ج1، ص126

[23] سورۃ الاعراف:189

[24] سورۃ النور:32

[25] ابو نعیم الاصفہانی، احمد بن عبد اللہ، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1409ھ / 1989ء، ج8، ص78

[26] سورۃ البقرۃ:222

[27] سنن ترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، رقم الحدیث:2499

[28] سنن ترمذی، کتاب الجنائز عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، رقم الحدیث:1075

مسند احمد، ج2، ص197، رقم الحدیث 828

[29] سنن ترمذی، کتاب النكاح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، رقم الحدیث:1084